بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ہندوستان میں مسلمانوں نے عظیم جانی و مالی نقصانات اٹھاکر اور ان پر صبر کر کے اس ملک میں رہنے اور اس کو اپنا وطن عزیز سمجھنے کی جو قیمت ادا کی ہے اس کی وجہ سے انسانیت، شرافت اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ان کی دلجوئی اور دلداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا اور ان کے گہرے زخموں پر رحم و کرم کے مرہم کا پھایہ رکھنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ گنگا الٹی ہی بہہ رہی ہے ملک کے بعض نامور لیڈر جو اس ملک کی پرانی تہذیب اور یہاں کے کلچر کی نمائندگی کرنے کے دعویدار ہیں اور جو مستقبل کے نگار خانہ کو فراموش شدہ ماضی کے نقش و نگار سے پھر از سر نو آراستہ کرنے کے لئے ہر وقت بے تاب و مضطرب نظر آتے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ وہ مسلمانوں کے زخموں پر مرہم کا پھایہ رکھنے کے بجائے اور ان پر نمک پاشی کی کوشش نہ کرتے ہوں وہ اپنی تقریروں اور بیانات میں جلی کٹی باتیں کہہ کر مسلمانوں میں اور بد دلی اور بیزاری نہ پیدا کرتے ہوں۔ جس کلچر اور جس تہذیب کی علمبرداری کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اگر ان کی یہ ذہنیت اور ایک کمزور و غیر موثر اقلیت کے ساتھ ان کا یہ رویہ اس کلچر اور اس تہذیب کا صحیح نمونہ ہے تو کسی کو اس میں شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ دنیا اس کلچر کی نسبت کیا رائے قائم کرے گی اور عدل و انصاف کے محکمہ سے اس کے متعلق کیا فیصلہ صادر ہوگا۔

تو سنجو شستن چہ کردی کہ بما کنی نظیری بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

اتر پردیش میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرانے کے لئے دستخطوں کی جو ایک مہم چند ماہ سے جاری ہے وہ ایک بالکل لسانی تحریک ہے۔ اور اس کو کسی طرح بھی فرقہ وارانہ تحریک نہیں کہا جا سکتا اس میں ہندو، مسلمان، عیسائی اور سکھ جن کی مادری زبان اردو ہے سب ہی برابر کے شریک ہیں لیکن انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے کہ کتے کا کوئی برا نام رکھ دو اور اسے مار ڈالو، شری پرشوتم داس ٹنڈن ایسے بعض نامور لیڈروں کا اردو کے بارے میں رویہ ہی ہے اور وہ انگریزی کی مذکورہ بالا کہاوت پر